فداك أبي وأمي يا رسول الله ﷺ



بفیض روحانی نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت خلیفہ و مظہر اعلی حضرت امام المناظرین شیر بیشۂ سنت الشاہ مفتی حشمت علی خان قادری رضوی رضی المولیٰ عنہ

ماہنامہ حشمت ضیا

سنیت کا کام کریں گے — فتاویٰ رضویہ عام کریں گے

مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی

محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

ناشر - مکتبۂ حشمتیہ

ماہنامہ
حشمت ضیا

مئی ۲۰۲۳ء

مدیر اعلی

نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت

علامہ مفتی **محمد مشارب الحشمت** صاحب قبلہ حشمتی

ناشر

مکتبۂ حشمتیہ

بفیضِ روحانی

سید الشہداء اسد اللہ والرسول سرکار **امیر حمزہ** رضی المولیٰ عنہ

ثم

طوطیٔ ہند سرکار **امیر خسرو** رضی المولیٰ عنہ

ثم

سرکار **داتا بھکاری بادشاہ** رضی المولیٰ عنہ

ثم

جملہ **مجاہدین وشہداء اسلام** رضوان اللہ علیہم اجمعین

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند

شیر ہندوستان **حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند

مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت

جنید زماں **حضرت علامہ مفتی محمد ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلی حضرت، محقق عصر

رئیس التحریر، **حضرت علامہ مفتی محمد فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت ودرستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پاجائے تو آگاہ فرماکر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاءاللہ تعالی کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

نعت شریف

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہو بر خلاف

از– حضور استاذ زمن علامہ حسن رضا خان قادری رضی المولیٰ عنہ

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہو بر خلاف
اُن کی مدد رہے تو کرے کیا اثر خلاف

اُن کا عدو اسیرِ بلائے نفاق ہے
اُس کی زبان و دل میں رہے عمر بھر خلاف

کرتا ہے ذکرِ پاک سے نجدی مخالفت
کم بخت بد نصیب کی قسمت ہے بر خلاف

اُن کی وجاہتوں میں کمی ہو محال ہے
بالفرض اک زمانہ ہو اُن سے اگر خلاف

اُٹھوں جو خوابِ مرگ سے آئے شمیم یار
یاربّ نہ صبحِ حشر ہو بادِ سحر خلاف

قربان جاؤں رحمتِ عاجز نواز پر
ہوتی نہیں غریب سے اُن کی نظر خلاف

شانِ کرم کسی سے عوض چاہتی نہیں
لاکھ اِمتثالِ امر میں دل ہو ادھر خلاف

کیا رحمتیں ہیں لطف میں پھر بھی کمی نہیں
کرتے رہے ہیں حکم سے ہم عمر بھر خلاف

تعمیل حکمِ حق کا **حسنؔ** ہے اگر خیال
ارشادِ پاک سرورِ دیں کا نہ کر خلاف

(ذوقِ نعت)

خفض الایمان کی عبارت پر کشف شبہہ

از- سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی رضی المولیٰ عنہ

مسئلہ:- بلاشبہہ اشرف علی تھانوی اپنی عبارت خفض الایمان میں حق کا معاند ہے، مگر تکفیر میں یہ شبہہ ہے کہ وہ علوم غیبیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار نہیں کرتا بلکہ اطلاق لفظ عالم الغیب کا تیسری شق جو مصحح ثبوت علوم کثیرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اس نے دھوکا دینے کے لئے قصداً چھپالی اور زید پر براہ فریب و مغالطہ ایک الزامی ایراد قائم کیا اس سے وہ حق کا معاند ضرور ہے مگر کافر نہ ہوا ہم اسے دیکھتے ہیں کہ وہ خشوع و خضوع سے نماز پڑھتا ہے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتا۔

الجواب: اشرف علی تھانوی سے زیادہ اپنی مراد کون بتاسکتا ہے اس نے جو عرق ریزی و حرکت مذبوجی بسط البنان میں کی اس پر شدید قاہر الٰہی رد وقعات السنان وغیرہ میں ملاحظہ ہوں، مگر ایک ذی علم کے لئے کشف شبہہ کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ یہ سوال حاضر کیا جاتا ہے جس میں سراسر عبارت خفض الایمان کا پورا چربہ ہے اس کا جواب دیتے بلکہ ان شاء اللہ تعالیٰ ملاحظہ کرتے ہی کھل جائے گا اور شبہہ کا وسوسہ دھواں ہو کر اڑ جائے گا وباللہ التوفیق۔

سوال یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید نے حمدِ الٰہی میں کہا اے سخی داتا الہ العٰلمین اس پر حمید وولید دو شخصوں نے اعتراض کیا۔ حمید، یہ ناجائز ہے اسمائے الٰہی توقیفی ہیں اللہ عزوجل کو جواد کہا جائے گا سخی کہنا جائز نہیں، حواشی حاشیہ خیالی علی شرح العقائد النسفی میں اس کی تصریح ہے۔

ولید: اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ پر سخاوت کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سخاوت سے مراد بعض عطا ہے، یعنی کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی شخص کو کچھ نہ کچھ دے دینا اگرچہ ایک نوالہ یا ایک کوڑی یا کل عطا کہ کسی

سائل کا کوئی سوال کبھی نہ پھیرا جائے ہمیشہ جو کچھ مانگے اسے دیا جائے اگر بعض مراد ہے تو اس میں اللہ تعالٰی کی کیا تخصیص ہے ایسی سخاوت تو زید عمرو ہر ذلیل و رذیل ہر بھنگی چمار کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص سے کسی نہ کسی چیز کا دینا واقع ہوتا ہے تو چاہئے کہ سب کو سخی داتا کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو سخی داتا کہوں گا تو پھر سخاوت کو منجملہ کمالاتِ الٰہیہ شمار کیوں کیا جاتا ہے، جس امر میں مومن بلکہ شریف شخص کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات الوہیت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو خدا و غیر خدا میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام عطایا مراد ہیں اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے انتہی۔ ولید کے اس کلام پر حمید اکابر علمائے کرام نے کفر صریح ہونے کا حکم کیا، سعید کو اس میں یہ شبہات ہیں ہم دیکھتے ہیں، ولید خشوع خضوع سے نماز پڑھتا ہے وہ اللہ تعالٰی کی توہین کرتا، اس کا مقصود اطلاق لفظ سخی پر انکار ہے نہ کہ عطائے الٰہی کا ابطال تیسری شق جو مصحح ثبوت عطائے الٰہیہ ہے، اس نے دھوکا دینے کے لئے قصداً چھپالی اور زید پر براہ فریب مغالطہ ایک الزامی ایراد قائم کیا اس سے وہ حق کا معاند ضرور ہے مگر کافر نہ ہوا،

اب علمائے کرام سے استفسار ہے کہ:

(۱) آیا کلام ولید میں اس تاویل کی گنجائش ہے؟

(۲) محض لفظ سخی کے اطلاق پر انکار وہ تھا جو حمید نے کیا یا یہ جو ولید نے کہا؟

(۳) منشائے اطلاق یعنی عطا کو دو شقوں میں منحصر کر دینا ایک وہ کہ خدا میں بھی نہیں دوسرے وہ کہ بھنگی چمار میں ہے اور اس بنا پر اسے کمالاتِ الٰہیہ سے نہ جاننا اور خدا اور اس کے غیر ہر بھنگی چمار میں فرق پوچھنا محض اطلاق لفظ سخی کا انکار ہوگا یا اللہ عزوجل کی صفت کمالیہ عطا کا صریح ابطال ہوگا؟

(۴) اس تقریر سے عطا کو کمالاتِ الٰہیہ سے نہ جاننا اور خدا اور بھنگی چمار میں فرق پوچھنا اور اللہ تعالٰی کی خصوصیت نہ جاننا ہر بھنگی چمار کے لئے بھی حاصل ماننا یہ توہین شان عزت ہے یا نہیں؟

(۵) اس کلام کے سننے سے کسی طرح کسی کا ذہن اس طرف جاسکتا ہے کہ یہ ابطال عطائے الٰہی نہیں نہ اس کے کمال پر حملہ نہ اس قسم عطا میں جو اسے حاصل ہے، اس کی خصوصیت کا انکار نہ ہر بھنگی چمار کی اس میں شرکت کا اظہار بلکہ باوصف صحت معنی وحصول مبنی صرف بالخصوص لفظ سخی پر انکار ہے۔

(٦) جو معنی کسی طرح کلام سے مفہوم نہ ہو سکیں کیا ان کی طرف پھیرنا کفر کا نافی ہو سکتا ہے، شفائے امام قاضی عیاض وغیرہ کتب معتمدہ ائمہ میں تصریح ہے کہ:

التاویل فی لفظ صراح لایقبل[۱]

(صریح الفاظ میں تاویل مقبول نہیں ہوتی۔ت)

ایسی تاویل مسموع ہو تو کوئی کلام کفر نہ ٹھہر سکے:

اردت برسول اللہ العقرب

(میں نے رسول اللہ سے مراد بچھو لیا ہے۔ت) کی تاویل اس تاویل سے قریب تر ہے یا نہیں کہ بلاشبہہ عقرب بھی خدا ہی کا بھیجا ہوا ہے۔

(۱)الشفابتعریف حقوق المصطفٰی القسم الرابع فی تصرف وجوہ الاحکام مطبع شرکت صحافیہ ۲/ ۲۰۹)

(۷) صحیح بخاری شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ:

ذٰلک اخبات النفاق[۲]

(یہ نفاق کا خضوع ہے۔ت) اس خشوع وخضوع کا جواب کافی ہے یا یہ کہ کوئی کیسا ہی کفر کرے جب بعض اعمال صالحہ کرتا ہو کافر نہیں ہو سکتا۔ بینواتوجروا۔

(۲)مجمع الزوائد باب الاعمال بالخواتیم دارالکتاب بیروت ۷/ ۲۱۴)

(فتاوٰی رضویہ شریف)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

کرامات صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) (قسط سوم)

از: امام المحققین علامہ محمد یوسف نبہانی رضی المولیٰ عنہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

ابو نعیم بحوالہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جب غزوۂ خندق کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بہت جلدی میں نکلے اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو آپ واپس نہ پلٹتے، اور اگر چادر گر جاتی تو ادھر متوجہ نہ ہوتے، آپ نے کسی کی طرف توجہ نہ دی صحابہ نے عرض کیا حضور! آپ تو ہمیں پیچھے چھوڑ کر الگ ہو رہے ہیں، فرمایا (اس لئے جلدی کر رہا ہوں) کہ کہیں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بھی فرشتے ہم سے پہلے نہلانے نہ لگ جائیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

شیخین (بخاری و مسلم) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں یوم خندق حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ان بن عرقہ نے اکحل (بازو کی وہ رگ جس سے نمونیہ وغیرہ ہونے پر خون نکالا جاتا ہے) میں تیر مار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ نبوی میں ان کے لئے خیمہ لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی تاکہ وہ قریب رہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت فرماسکیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے واپس تشریف لائے تو ہتھیار اتار غسل فرمایا، آپ کی خدمت میں جبریل علیہ السلام غبار جھاڑتے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے، سرکار! آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں میں نے تو ابھی نہیں اتارے ذرا ان کی طرف تشریف لے چلیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہاں چلوں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں

تشریف لے گئے۔ قریظی حضرت سعد کی ثالثی پر راضی ہو گئے۔ حضرت سعد نے فرمایا میری ثالثی یہ ہے کہ ان کے لڑاکا لوگ قتل کر دیئے جائیں عورتیں اور بچے قیدی بنا لئے جائیں اور ان کے مال (بطور غنیمت) تقسیم کر دیئے جائیں (محض رضائے الٰہی کے لئے اپنی ہی قوم کے خلاف حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ فیصلہ فرما رہے تھے) پھر فرمانے لگے میرے اللہ! تجھ کو تو پتہ ہے کہ میرے نزدیک سب سے محبوب بات یہ ہے کہ میں تیرے رسول کی حمایت میں ان لوگوں سے لڑوں جنہوں نے انہیں گھر سے بے گھر کیا ہے اور ان کی تکذیب کی ہے۔ میرے پروردگار! میں جانتا ہوں کہ تو نے قریش اور ہمارے درمیان جنگ جاری فرمادی ہے اگر ابھی اس جنگ نے جاری رہنا ہے تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں تیری ذات پاک کی خاطر ان سے جنگ لڑ سکوں اور اگر جنگ ختم ہو گئی ہے تو پھر میرے زخم کو جاری فرمادے اور مجھے اسی زخم کی موت مار دے، اسی رات زخم سے شدت کے ساتھ خون بہنے لگا اور وہ وفات فرماگئے (کیونکہ قریش رات کو طوفان باد کی وجہ سے بھاگ گئے لہذا ان سے جنگ ختم ہو گئی اور آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ اب وفات والی دعا قبول ہوئی لہذا آپ وصال یار تک جا پہنچے)۔

دعائے سعد کی قبولیت

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ جنگ احزاب کے دن (جنگ خندق) سعد رضی اللہ عنہ کو تیر لگا اکحل کاٹ دی گئی خون رکنے کا نام نہیں لیتا تھا دعا مانگنے لگے میرے پروردگار! بنو قریظہ کی طرف سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہونے تک موت نہ دینا۔ اب رگ سے خون بہنا بند ہو گیا۔ ایک قطرہ بھی خون نہ نکلا۔ اب بنو قریظہ نے آپ کو ثالث مانا، آپ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ جب ان کے قتل کا معرکہ ختم ہوا تو رگ سے خون پھوٹ پڑا اور آپ وفات فرماگئے۔

جنازے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

سعد رضی اللہ عنہ کے لئے عرش الہی جھوما اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے کی معیت میں چلے۔ انہوں نے بسند جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا، یہ اللہ کا وہ نیک بندہ ہے جس کی وفات پر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش جھوم اٹھا ہے۔ جبریل نکلے ہی تھے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے وفات فرمائی۔

امام بیہقی نے حضرت رافع زرقی کی سند سے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں میری قوم کے پسندیدہ حضرات نے مجھے بتایا ہے کہ جبریل علیہ السلام آدھی رات کو استبرقی عمامہ (ریشم کی ایک قسم) لپیٹے تشریف لائے اور کہنے لگے یہ مرنے والے کون بزرگ ہیں جن کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور عرش الہی جھوم اٹھا؟ وہ پھر بہت جلدی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے وہاں پہنچے تو وہ فوت ہو چکے تھے، حضرت بیہقی جناب حسن بصری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا حضرت سعد کی روح کو پاکر عرش الہی خوشی سے جھوم اٹھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سعد کے گھر

ابن سعد نے مسلمہ بن اسلم بن حریش سے روایت لی ہے کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم تشریف لائے تو گھر میں صرف سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہیں کفن پہنایا جا چکا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گویا گردنوں سے پھلانگتے تشریف لے جا رہے ہیں مجھے آپ نے اشارے سے ٹھہرنے کا حکم فرمایا، میں ٹھہر کر پیچھے کو ہٹا۔ آپ نے ساعت بھر توقف فرما کر واپسی کا ارادہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضور! فداک روحی مجھے کوئی آدمی تو دکھائی نہیں دیا اور آپ پھلانگتے تشریف لے جا رہے تھے۔ فرمایا، کوئی نشست گاہ خالی نہ تھی (میرے بیٹھنے کے لئے) فرشتے نے ایک بازو کو سمیٹا (تو میں بیٹھا)۔

ابو نعیم نے اشعث بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقدس گھٹنے سکیڑے اور فرمایا کہ ایک فرشتہ آیا تھا اسے جگہ نہ ملی تو میں نے گھٹنے سکیڑ

کراس کے لئے جگہ پیدا کی ہے۔ جب صحابہ کرام نے ان کا جنازہ اٹھایا تو ان کے عظیم الجثہ اور طویل القامہ ہونے کی وجہ سے ایک منافق کہنے لگا، آج تو یہ جنازہ بہت ہی ہلکا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان کے جنازے میں ایسے ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے ہیں جنہوں نے اس سے پہلے زمین پر اپنے قدم نہیں رکھے تھے۔

ابن سعد نے محمود بن لبید سے روایت لی ہے۔ محمود کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سعد رضی اللہ عنہ سے ہلکی کوئی میت ہم نے نہ پائی۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا، ان کی میت تو ہلکی ہونی چاہئے تھی۔ اتنے فرشتے آج اترے جو اس سے پہلے کبھی نہیں اترے تھے وہ بھی ان کے جسم کو تمہارے ساتھ اٹھائے جا رہے تھے۔

ابن سعد اور ابو نعیم دونوں نے محمد بن منکدر سے یہ روایت محمد بن شرحبیل بن حسنہ سے لی ہے کہ کسی آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے اس دن مٹھی بھر مٹی لے لی اور اپنے ساتھ لے گیا۔ کچھ وقت کے بعد دیکھا تو وہ کستوری بنی ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سبحان اللہ! سبحان اللہ! آپ کے چہرہ اقدس سے (خوشی) محسوس ہو رہی تھی۔ پھر فرمایا الحمدللہ! اگر کوئی آدمی قبر کی گرفت سے بچنے والا ہوتا تو وہ سعد ہوتے۔ قبر نے انہیں ہلکا سا بھینچا اور پھر کھل گئی۔

ابن سعد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے وہ فرماتے ہیں میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کھودی تھی جب بھی ہم مٹی کا کوئی ٹکڑا کھودتے تو اس سے کستوری کی مہک اٹھتی۔

حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ

شیخین نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اروی بنت اویس جھگڑی اور کیس مروان بن حکم کے پاس لے گئی۔ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ زمین ہتھیالی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں ایک حدیث سننے

کے بعد میں کسی کی زمین نہیں لے سکتا۔ مروان نے پوچھا آپ نے آنحضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا سنا تھا؟ جواب دیا، میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "جو شخص ایک بالشت بھر کسی کی زمین ظلم کے ساتھ لے لیتا ہے سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں پڑ جاتا ہے"۔ مروان (یہ سن کر) کہنے لگا: اب اس کے بعد میں آپ سے گواہ نہیں طلب کروں گا۔

حضرت سعد نے کہا "اے اللہ! اگر یہ دعوے میں جھوٹی ہے تو اس کی بینائی زائل فرمادے اور اسے اس کی زمین میں مار دے، راوی کہتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس کی نظر جاتی رہی وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ امام مسلم نے جو روایت محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرو سے لی ہے وہ بحیثیت معنی اس حدیث سے ملتی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ راوی نے اروی کو نابینا دیکھا وہ دیوار کو ٹٹول کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے سعد کی بددعا نے غارت کر دیا۔ وہ اپنے گھر جس میں جناب سعد سے جھگڑی تھی چل رہی تھیں کہ کنوئیں میں جا گری اور کنواں ہی ان کی قبر بن گیا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالی عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام

شیر بھی اطاعت کیش بن جاتے ہیں۔

علامہ ابن اثیر نے اپنی مشہور کتاب "اسد الغابہ" میں حضرت محمد بن منکدر سے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت بیان کی ہے۔ ابن منکدر فرماتے ہیں کہ حضرت سفینہ نے مجھے بتایا کہ میں ایک کشتی پر سوار ہوا وہ ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ وہ تختہ ساحل پر آ لگا۔ وہاں میرے سامنے ایک شیر آ گیا، میں نے کہا اے شیر! میں مولائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں۔ یہ سن کر شیر نے گردن جھکالی۔ اپنے پہلو اور کندھوں کی طرف سے وہ میرا دفاع کرنے لگ گیا اور مجھے راستے تک لے آیا۔ جب میں راستے پر پہنچ گیا تو اس نے

ناقابل فہم آواز نکالی، میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

پرندے اور ہرن حاضر ہوتے ہیں

میں نے حجتہ اللہ علی العالمین" میں ان کا ذکر خیر حضرت ابو الدردار رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے پھر میں نے فاضل دوست شیخ عبدالمجید خانی دمشقی کی کتاب "الحدائق الوردیتہ فی اجلاء الطریقتہ النقشبندیہ" میں ان کی یہ کرامت پڑھی کہ آپ ایک مہمان کے ساتھ مدائن سے نکلے صحرا میں ہرن دوڑ رہے تھے اور پرندے فضاؤں میں اڑ رہے تھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک پرندہ اور ایک ہرن میرے پاس آجائے کیونکہ میرے ہاں ایک مہمان آیا ہے اور میں اس کی خاطر داری کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر ایک ہرن اور ایک پرندہ آگیا۔ مہمان آدمی نے یہ دیکھ کر سبحان اللہ کہا آپ نے فرمایا آپ حیران ہو رہے ہیں؟ کیا ایسا بھی کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ بندہ اللہ کریم کی اطاعت کرے اور پھر کوئی بھی چیز اس کی نافرمانی کر سکے؟

میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا

حافظ ابونعیم حارث بن عمیر سے روایت کرتے ہیں حضرت حارث نے کہا میں مدائن گیا تو ایک آدمی دیکھا جس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے اور ایک سرخ چمڑے کو وہ رگڑ رہا تھا۔ اس شخص نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور فرمایا، بندہ خدا! اپنی جگہ رک جا، میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے جواب دیا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ہیں وہ اپنے گھر تشریف لے گئے سفید کپڑے پہنے پھر تشریف لائے۔ میرا ہاتھ پکڑ کر پھر مصافحہ فرمایا، اور حال پوچھا۔ میں نے کہا اے ابو عبداللہ! ماضی میں نہ آپ نے مجھے دیکھا ہے اور نہ میں نے آپ کو دیکھا ہے نہ آپ مجھے پہچانتے ہیں اور نہ میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا، مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب میں نے آپ کو دیکھا

تو میری روح نے آپ کی روح کو پہچان لیا آیا آپ حارث بن عمیر نہیں ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں حارث ہی ہوں۔ فرمانے لگے میں نے امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کو فرماتے سنا ہے کہ روحیں مستعد لشکر ہیں جو ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں وہ الفت کرنے لگتی ہیں اور جو نہیں پہچانتیں وہ اختلاف کرنے لگتی ہیں۔ ہرن اور پرندہ والی کرامت میں نے "طبقات مناوی" میں بھی پڑھی ہے۔

حضرت عاصم بن ثابت اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ

امام بخاری اور دوسرے حضرات نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ روانہ فرمایا جس کا امیر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ یہ حضرات جب عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان پہنچے تو قبیلہ ہذیل کے ایک سو تیر اندازوں نے ان کا تعاقب کیا ان کے نقوش پا کے سہارے انہیں جالیا۔ حضرت عاصم اور ان کے ایک ساتھی ایک بلند چٹان پر چڑھ گئے اور ہذیلیوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور کہنے لگا ہم عہد و میثاق دیتے ہیں کہا اگر تم لوگ اتر کر ہمارے پاس آجاؤ تو ہم تم میں سے کسی ایک کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں کسی کافر کے عہد پر اترنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میرے پروردگار! ہمارا حال اپنے پیارے نبی کو بتادے۔ ہذیلی تیر اندازی کرنے لگے حضرت عاصم سمیت انہوں نے سات صحابہ کو شہید کر دیا، اب صرف حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ اور ایک اور صاحب زندہ تھے۔ انہیں ہذیلیوں نے عہد و پیمان دیا۔ یہ حضرات اتر کر ان کے پاس جا پہنچے۔ جب ان کی گرفت میں آگئے تو انہوں نے اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر انہیں باندھ لیا۔ تیسرا زندہ شخص بولا: یہ تو غدر و دھوکہ کا آغاز ہوگیا ہے انہوں نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے انہیں گھسیٹا ساتھ چلنے پر مجبور کیا مگر وہ نہ مانے۔ ہذیلیوں نے انہیں قتل کر دیا۔

حضرت خبیب
رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت خبیب اور جناب زید رضی اللہ عنہ کو مکے میں جا کر بیچ دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خریدا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کو معرکہ بدر کے دن قتل کیا تھا (اس کے لڑکے اپنے باپ کا بدلہ لینا چاہتے تھے) آپ ان کے پاس قیدی رہے۔ جب انہوں نے آپ کے قتل کا پروگرام بنایا تو آپ نے حارث کی کسی بیٹی سے استعمال کے لئے استرا مانگا۔ اس لڑکی نے استرا دے دیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں اپنے معصوم بچے سے غافل ہوگئی اور وہ چلتا ہوا حضرت خبیب کے پاس جا پہنچا۔ آپ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ میں یہ دیکھ کہ بہت گھبرائی (کہ شاید خبیب اسے قتل کردیں) وہ تاڑ گئے کہ میرے ہاتھ میں استرا دیکھ کریوںہی پریشان ہو رہی ہے کہنے لگے تو اس بات سے ڈر رہی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا؟ میں انشاء اللہ ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ وہ کہتی ہے میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے انہیں انگور کا گچھا کھاتے دیکھا حالانکہ ان دنوں مکے میں کسی قسم کا پھل نہ تھا اور پھر وہ تو لوہے میں جکڑے ہوئے تھے (اگر پھل ہوتا تب بھی لا نہیں سکتے تھے) یہ تو خدائی رزق تھا جو انہیں مل رہا تھا۔ جب قتل کے لئے کافر انہیں حرم سے باہر لے چلے (کیونکہ حرم پاک کی حدود میں وہ بھی قتل کو ناجائز سمجھتے تھے) تو خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دیجئے۔ آپ نے نماز پڑھی اور فرمایا، اللہ ان کا عدد شمار فرمائے اور انہیں الگ الگ کر کے قتل فرمادے۔ ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑنا۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی دعا شہادت کے دن اللہ کریم نے قبول فرمائی۔ کیونکہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کی شہادت کے دن ہی ان کی شہادت کی خبر سب لوگوں کو دی (عاصم کہہ رہے تھے کہ اللہ! ہمارے حال پر اپنی نبی کو مطلع فرمادے اور ادھر نبی اقدس اس واقعہ کی مدینہ والوں کو خبر دے رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عاصم کی دعا اللہ کریم نے قبول فرما کر ان کی خواہش کو پورا فرمادیا تھا) جب

قریش کو حضرت عاصم کی شہادت کا پتہ چلا تو انہوں نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ جا کر عاصم کے جسم کا کوئی ایسا حصہ کاٹ لاو جسے دیکھ کر ہم پہچان لیں کہ یہ عاصم ہی ہیں۔ کیونکہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے بھی بدر کے دن ایک بڑے مشرک کو قتل کیا تھا۔ اللہ کریم نے بھڑوں کا ایک چھپر نما گروہ بھیج دیا جس نے عاصم رضی اللہ عنہ کی حفاظت کی اور ان کی نعش پاک محفوظ رہی اور مشرک جسم اقدس کا کوئی حصہ نہ کاٹ سکے۔

حضرت خبیب سرکار نبوی میں سلام پیش کرتے ہیں

اسی طرح علامہ بیہقی اور علامہ ابو نعیم نے بھی موسی بن عقبہ کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے، انہوں نے حضرت عروہ کی سند سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ عبارت بھی بیان فرمائی ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے اللہ! میرے پاس کوئی ایلچی نہیں جسے تیرے محبوب پاک کے دربار سدا بہار میں بھیجوں تو خود ہی میرا اسلام انہیں پہنچا دے۔ جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ پیغام آکر پیش کیا۔ خادمان سرکار کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دن بیٹھے بیٹھے ارشاد فرمایا وعلیہ والسلام، خبیب کو قریش نے مار ڈالا۔

حضرت عاصم کا ایمان افروز واقعہ

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے بیان کیا ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا، جب ہذیلی حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو شہید کر چکے تو ان کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد کے ہاں پہنچا دینا چاہا۔ سلافہ کے دو بیٹے غزوہ احد میں مارے گئے تھے اس نے نذر مان رکھی تھی کہ اگر اسے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کا سر مل گیا تو ان کی کھوپڑی میں شراب پیے گی (ہذیلی اسی بنا پر سر کاٹ کر اس کے پاس لے جانا چاہتے تھے) اب بھڑیں یا شہد کی مکھیاں رکاوٹ بن گئیں۔ انہیں آپ کے سر تک نہ پہنچنے دیا تو کہنے لگے اب رہنے دو رات تک یہ بھڑیں چلی جائیں گی تو ہم سر کاٹ لیں گے۔ وادی کو اللہ کریم

نے جاری فرمادیا اور پانی حضرت عاصم کو اٹھا کر لے گیا۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ کسی مشرک کو نہ اپنی زندگی میں چھوئیں گے اور نہ کسی مشرک کو اپنا جسم چھونے دیں گے۔ وہ زندگی میں جس بات سے پاک رہے بعد وفات اللہ کریم نے خود انہیں اس بات سے پاک رکھا (کہ مشرک ان کے مردہ جسم کو بھی نہیں چھو سکے)۔

بیہقی اور ابو نعیم نے بریدہ بن سفیان اسلمی سے یہ روایت کی ہے کہ حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم کو روانہ فرمایا اس حدیث میں بھی واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت کی طرح منقول ہے ہاں اتنا اضافہ ہے کہ وہ حضرت کا سر مبارک کاٹ کر سلافہ کے پاس لے جانا چاہتے تھے کہ اللہ کریم نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کا ایک گروہ حفاظت کے لئے بھیج دیا اور وہ حضرت کا سر مبارک نہ کاٹ سکے اس روایت میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے متعلق مذکور ہے کہ میرے پروردگار! میرے پاس کوئی نہیں جو آپ کے محبوب کی خدمت میں میرا اسلام پیش کرے لہذا اپنے محبوب کو خود ہی میرا اسلام پہنچادے۔ حاضرین محفل کہتے ہیں کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اسی وقت فرمایا "وعلیہ السلام" یہ سن کر صحابہ نے درخواست کی حضور! آپ کسے "وعلیہ السلام" فرمارہے ہیں؟ ارشاد ہوا تمہارے بھائی خبیب کو "وعلیہ السلام" کہہ رہا ہوں جو شہید کیا جارہا ہے۔ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی کی لکڑی پر اٹھایا گیا تو آپ نے پھر دعا شروع کی ایک شخص نے بیان کیا ہے جب میں نے ان کی یہ دعا سنی تو میں زمین سے چمٹ گیا۔ ابھی ایک سال بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ وہ سب قاتل تباہ ہو چکے تھے صرف وہ ایک آدمی بچ گیا جو زمین پر لپٹ گیا تھا۔

جسد صحابی کافروں کو نہ مل سکا

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے جعفر بن عمرو بن امیہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ جعفر کہتے ہیں میرے باپ نے مجھے بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف ان کو بطور جاسوس بھیجا۔ کہتے ہیں میں اس لکڑی تک پہنچا، جس پر قتل کے بعد قریش نے انہیں صلیب دی تھی۔ میں لوگوں کی نظروں سے بچتا اس لکڑی پر چڑھ

گیا۔ میں نے انہیں کھول دیا وہ زمین پر آ گرے میں نے بھی ان کے قریب ہی چھلانگ لگائی۔ پلٹ کر دیکھا تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا جسم موجود نہ تھا۔ گویا انہیں زمین نگل گئی اور آج تک پھر ان کا کسی طرح کا ذکر تک نہیں آیا۔

(جامع کرامات اولیاء)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

چند ضروری ہدایات؛

۱)جس مولوی یا جس شخص کو صحابہ کرام واہل بیت اعظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معاملات میں دخل اندازی کرتا ہوا دیکھے اس کے سائے سے بھی دور بھاگے اگرچہ کتنا مشہور و معروف ہو یوٹیوب کا ہو یا مقامی۔

۲)بزرگان دین کی بارگاہوں میں گھر والوں کے ساتھ برابر حاضری دیتے رہیں کہ یہ وہ بارگاہیں ہیں جہاں سے سلامتی دارین حاصل ہوتی ہے۔

۳) گھر کے ذمہ دار حضرات اپنے گھر پر خصوصاً جوان بچوں بچیوں پر نظر رکھے کہ نیچریت، دہریت اور ارتداد کی آگ انہیں لپٹ نہ جائے، اگر ہر کوئی اس طرح اپنے آپ کو اور اہل خانہ کو بچائے انشاءاللہ سب بچ جائیں گے۔

آغاخانی (خوجہ) فرقہ کارد

از- خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد طیب صاحب قبلہ قادری رضی المولیٰ عنہ

روافض کے اخبث ترین غالی فرقہ نصیریہ کی ایک ناپاک ترین شاخ کو اس زمانے میں آغاخانی فرقہ کہاجاتاہے۔ یہ فرقہ اپنے عقائد ملعونہ کو سمجھدار اور اہل علم مسلمانوں سے پوشیدہ رکھنے میں انتہائی کوشش کرتا ہےاور صرف ناسمجھ جاہل مسلمانوں اور بے عقل وبے وقوف ہندوؤں ہی میں آغاخانی دھرم کی خفیہ طور پر اشاعت کرتارہتاہے۔ ہم بھی ان کے متعلق مفصل بیان کرنے سے مجبور رہتے لیکن رمضان المبارک ۱۳۶۰ ھ میں گونڈل کے رہنے والے ایک آغاخانی نے جو آغاخانی دھرم سے متنفر ہو چلاہے۔ محب سنیت سمین عبد الغفار دادا ابا قادری زید مجد ہم کرانہ مرچنٹ کڑیا تین گونڈل کاٹھیاواڑ کو اپنے آغاخانی دھرم کی ایک خاص کتاب لاکر دی جس کا گجراتی نام اسمعیلی شیکشن مالا اگرنتھ بچھ۔ ہے یعنی اسمعیلی سلسلہ تعلیم کا حصہ دوم معین عبد الغفار صاحب زیدت مکارمہم نے اس کتاب کو حضرت استاذی المنظم ناصرالاسلام شیر بیشۂ سنت حضرت مولانامولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ قادری رضوی مجددی لکھنوی مد ظلہم الاقدس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ہم اس وقت اس فتوے میں آغاخانی دھرم کی حقیقت بیان کرنے کے لیے اسی کتاب کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ یہ کتاب کاٹھیاواڑ شیعہ امامی اسمعیلی ایجوکیشنل سنٹرل بورڈ کی خاص منظور کی ہوئی اوراسی کی چھپوائی ہوئی اسی کی شائع کی ہوئی ہے جس کا آنریری سکریٹری رضا علی کامڑیا حاجی محمد ہے۔ یہ کتاب ۱۹۳۵ء میں اوجھا (یاخوجہ) پریس راجکوٹ سے بتعداد دوہزار چھپی ہوئی ہے۔ اس پر ۲ قیمت لکھی ہے۔ یہ کتاب گجراتی زبان میں ہے۔ ہم یہاں اسکی ان عبارتوں کے اردو ترجمہ پر اکتفا کریں گے۔ ۱ صفحہ ۸ پر ہے۔

اس وقت حاضر امام صحیح طور پر دیکھا جائے تو اس میں پہلے امام مولیٰ مرتضی علی خود ہی ہیں۔ اڑتالیسوں اماموں میں ایک ہی مولیٰ علی کانور نور ہے۔ جدا جدا امام

الگ الگ لطیف جسموں میں ظاہر ہونے کے باوجود بھی سب امام ایک ہی خدا کا نور ہیں۔ خداوند تعالیٰ ایک ہی ہے۔ جیسے جیسے جدا جدا زمانوں میں خدا کا نور جدا جدا لطیف جسموں کے اندر ظہور میں آیا ہے۔ ویسے ویسے شمار میں جدا جدا لکھا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایک خدا کا وہی نور ہے۔ صفحہ ۱۰ پر ہے (نور امام) ہمارے امام کے متعلق سبق پڑھ لیا اس سے ہم سمجھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کا نور اس دنیا میں حاضر امام کے اندر ظہور کرتا ہے ہم جب بندگی کرتے ہیں تو اس وقت بھی یہ سمجھ کر بندگی کرتے ہیں کہ اپنے زمانے کے حاضر امام میں یہ نور موجود ہوتا ہے جس کی باری اسی کا حکم۔ گنان کے سبق کے موافق ہماری بندگی اسی موجودہ نور کے لیے کرنے میں ثواب حاصل ہوتا ہے۔ ہماری پاک دعا میں سترہ سجدے ہیں۔ اور ان سترہ مقامات پر جو خدائی نور اسی امام میں ہے اس کو ہم سجدہ کرتے ہیں۔ صفحہ ۱۲ پر ہے۔ جماعت خانے میں داخل ہو کر کہا جاتا ہے حی زندہ اور سامنے سے جواب دیا جاتا ہے۔ قائم پایا مطلب یہ ہے کہ خدا کا نور حاضر امام زندہ اور قائم ہے۔ اسی نور کی ہم کو پہچان ہوئی ہے۔ اس کے بعد

ہاتھ جوڑ کر تو بھو تو یعنی (توبہ توبہ) تقصیر وار بندہ سرتا پا گنہ گار کہہ کر دعا کرائے اور جماعت خانے کا مکھی (کا مڑیا) اس کا جواب دے کہ تمہارے دل کی نیک مرادیں خدا پوری کرے۔ اس طرح کی دعا کرانے سے دن بھر کے انجان بن کے گناہ فنا ہو جاتے ہیں۔ اس کے متعلق گنان شریف میں فرمایا ہے کہ گت ماں آوی کراؤ۔ دعا تو پاپ جائے پر نرمل تھائے تارا جیونا ودھایا۔ ٤۔ صفحہ ١٤ پر ہے۔ جماعت خانے کے مقدس مکان میں خدا کا مقام ہوتا ہے۔ ہمارے حاضر امام بھی فرمان ہے۔ کہ میں ہمیشہ جماعت خانے میں حاضر ہی ہوں دور نہیں ہوں۔ تمہارے ہاتھ سے بھی زیادہ نزدیک ہوں ٥ صفحہ ١٥ پر ہے۔ ایک بندے پر اس کے مالک خداوند کی طرف سے جو فرض ہے اس کے ادا کرنے کے طریقوں کو سندھیا نماز بندگی دعا وغیرہ وغیرہ مختلف ملکوں کے رہنے والوں کے موافق نام دیئے گئے ہیں ٦ صفحہ ١٦ پر ہے۔ جملہ اقسام کی عبادتوں کے طریقے جُدا جُدا قسم کے دکھائی دیتے ہیں پھر بھی سب کا اصل مقصود ایک ہی سا ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کی عبادت کسی شکل میں بھی کی جائے تو

بھی پانچ اصل مقصود ہوتے ہیں۔ (۱)خداوند تعالیٰ کی تعریف (۲)بندے کی تقصیر اور تابعداری (۳)خداوند تعالیٰ کی مخلوقات کے لیے اچھی نیک دعائیں مانگنی ٤ خود اپنے اوپر خدا کی رحمت مانگنی (۵)دھرم کے مالک کی جناب میں وفاداری ظاہر کرنی دنیا میں بھگتی کے مختلف طریقے ہیں. ہمارے پاک شیعہ امامی اسمٰعیلی مذہب کی بندگی جس طریقے سے ہمارے بودھ گرو پیر صدرالدین صاحب نے فرمائی ہے اس کا نام دعا رکھا ہے۔ پیر صدرالدین صاحب کی بنائی ہوئی دعائیں یہ پانچوں مقصود بہت اچھے طریقے سے آجاتے ہیں صفحہ ۱۸ پر ہے۔ ہماری ساری دعا کے درمیان ہمارے حاضر امام اہادی المہدی صاحب الامر کی جناب میں عبادت کی اٹل تمنا دیکھنے میں آتی ہے۔۸ صفحہ ۲۰ پر ہے۔ تین وقت کی بندگی کے متعلق قرآن شریف سورہ ہود کی آیت ایک سو چودہ میں حسب ذیل فرمان ہے۔ دن کے دونوں کناروں اور رات کے پہلے پہروں میں بندگی کرو یقینا نیکیاں بدیوں کو فنا کرتی ہیں۔ ذکر کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ لہذا تین وقت کی دعا بندگی ادا کرنے کے متعلق ہمارے

بڑے پیروں نے بہت جگہ نصیحت کی ہے۔ ۹ صفحہ ۲۵ پر ہے۔ امام زمان خدا کا نور جہاں رہتا ہے تو اس کے رہنے کی جگہ کا نام "درخانہ" ہے وہاں جا کر اس نامدار کا دیدار بھی کرے تو اس کو حج اکبر کا ثواب بھی حاصل ہوتا ہے ۱۰ صفحہ ۱۲ پر ہے سوال پاک حقیقی کلمہ بولو؟ جواب۔اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمد رسول الله اشهد ان امير المؤمنين علی صحیح الله سوال۔اس کا ترجمہ کرو جواب میں قبول کرتا ہوں کہ خدا کے سوا دوسرا خدا نہیں۔ میں قبول کرتا ہوں کہ حضرت نبی محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خدا کے پیغمبر ہیں۔ میں قبول کرتا ہوں کہ سچے دین داروں کے سردار حضرت علی یقینا خدائی نور ہیں۔ ۱۱ صفحہ ۳۱ پر ہے سوال۔ وضو کس طرح کرنا چاہیئے۔ جواب، ہاتھ پاؤں منہ دھو کر صاف کرنا ۱۲ صفحہ ۱۳ پر ہے۔ سوال:۔ تم کس کو مانتے ہو؟ جواب مولانا حاضر امام کو سوال:۔ مولانا حاضر امام کا نام کیا ہے؟ جواب۔ حق مولانا آغا سلطان محمد شاہ داتار آغا خان صاحب۔ ۱۳ صفحہ ۳٤ پر ہے سوال تمہارے دین کا نام کیا ہے۔؟ جواب ست پنتھ یا اسمٰعیلی دین سوال

تم کو ست پنتھ دھرم کس نے بتایا۔ جواب چھبیسویں پیر صدرالدین صاحب نے۔ صفحہ ٤٤ پر ہے سوال:- وید کے کیا معنی؟ جواب:- وید یعنی مذہبی کتاب۔ سوال: وید کتنے ہیں؟ جواب:- وید چار ہیں۔ سوال چاروں ویدوں کے نام بولو- جواب رگ وید، یجر وید، شام وید، اتھر وید- سوال: کون کون سے وید کس جگ میں تھے؟ جواب: کرتا جگ میں۔ رگ وید ترتیا جگ میں، یجر وید دواپر جگ میں۔ شام وید کل جگ میں اتھر وید-١٥ صفحہ ٤٦ و ٤٧ پر ہے۔ سوال: واگ کے معنی کیا ہیں؟ جواب: مرے ہوئے جسم کو پہلی منزل پہنچانے کا طریقہ۔ سوال: واگ کتنے ہیں؟ جواب: واگ چار ہیں۔ سوال چاروں واگوں کے نام بولو؟ جواب:- دن۔ جل۔ اگن۔ بھوگ سوال: چاروں واگوں کے کیا معنی؟ جواب:- ون واگ یعنی مرے ہوئے جسم کو بن میں ڈال آنا۔ جل واگ۔ یعنی مرے ہوئے جسم کو پانی میں ڈال آنا۔ آگن واگ، یعنی مرے ہوئے جسم کو جلا ڈالنا۔ بھوگ واگ یعنی مرے ہوئے کے جسم کو زمین میں دبا دینا۔ ١٦ صفہ ٥٠ پر ہے۔ سوال: آو گرہ کس کو کہتے ہیں۔ جواب: خداوند تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی وید بانی یا کتاب یا دھرم شاستہ کو ہمیں سمجھانے والے گرو آو گرو کہلاتے ہیں۔ سوال: چاروں جگ میں آو گرو کون تھے۔ یہ بولو؟ جواب: کرتا جگ میں برہما جی تھے۔ ترتیا جگ و جیشٹن جی تھے دواپر جگ میں دور دیاس تھے۔ اور کل جگ میں نبی محمد مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم تھے۔ سوال: جانپ کے کیا معنی؟ جواب جس نام سے مولیٰ کی عام طور پر سمرن (یاد) کرنے میں آتی ہے۔ وہ نام لینا اس کو جانپ کہا جاتا ہے۔ ١٧ صفحہ ٥١ پر ہے سوال: چاروں جگ میں کون کون سی جانپ تھی وہ بولو۔ جواب: کرتا جگ میں نرسیھ کا جانپ تھا۔ ترتیا جگ میں رام چندر جی کا جانپ تھا۔ دواپر جگ میں کرشن جی کا جانپ تھا۔ کل جگ میں پیر شاہ کے جانپ کا وقت ہے۔

آغاخانی دھرم کی معتبر و مستند کتاب کی ان کی ان سترہ عبارتوں کو دیکھنے سے آغاخانی دھرم کی مختصر اصلی تصویر اس کے واقعی خدوخال کے ساتھ پیش نظر ہو جاتی ہے۔ ١ عبارت سیز دہم سے صاف ظاہر ہے کہ آغانیوں نے دین اسلام کے علاوہ اپنا ایک الگ دین

گڑھا ہے اور اس کا نام ست پنتھ یا اسمعیلی دین رکھا ہے اور ہندوستان میں اس آغاخانی دھرم کا پرچار سب سے پہلے ان کے چھبیسویں پیر صدرالدین نے کیا ہے۔ اوپر ہم آیات قرآنیہ تلاوت کر چکے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہی ہے۔ اور اسلام کے سوا ہر ایک دین مردود و کفر و باطل ہے۔ جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دین کو بھی اختیار کرے وہ کافر اور راحت ابدی سے محروم وعاطل ہے۔ ۲ عبارت دہم سے صاف واضح ہے کہ آغاخانیوں کے دھرم میں معاذ اللہ حضرت مولیٰ مشکل کشا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنی کو یقینی طور پر خدا مانا جاتا ہے اگرچہ براہ مکاری گجراتی عبارت میں تو حضرت مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدائی نور کہا ہے۔ لیکن آغاخانی دھرم کا جو پاک اور حقیقی کلمہ گڑھا ہے اس میں صاف طور پر یہ لفظ ہیں۔ اشهد ان امير المؤمنين علی صحيح الله جس کا صحیح ترجمہ یہ ہی ہو سکتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ایمان والوں کے سردار حضرت علی یقینا اللہ ہیں۔ آغاخانی کلمے کے اس لفظ سے صاف طور پر ثابت ہے کہ گجراتی عبارت میں خدائی نور کے لفظ سے خدا کا اوتار مراد ہے اور اسی معنی میں یہ لفظ عبارت اول و عبارت دوم و عبارت سوم و عبادت نہم میں بھی استعمال کیا گیا یعنی آغاخانی دھرم کی بناء اس عقیدہ کفریہ پر ہے کہ حضرت مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی شکل و صورت میں خود اللہ تعالیٰ ہی دنیا کے اندر ظاہر ہوا تھا اور شک نہیں کہ ایسا اعتقاد ان تمام آیات قرآنیہ و احکام الہیہ و شرائع سماویہ کی کھلی ہوئی تکذیب ہے جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید فی الذات و توحيد في الصفات و توحيد في العبادات اور اس کی تنزیہ و تقدیس و تسبیح کی تعلیم دی گئی ہے۔ شفا شریف میں ہے۔ یعنی اور اسی طرح وہ شخص بھی قطعا یقینا بلاشبہ کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنے اور اس کی بارگاہ تک چڑھ کر جانے اور اس سے بلاواسطہ باتیں کرنے یا کسی شخص میں اس کے حلول کرنے کا مدعی ہو۔ جیسے بعض جھوٹے صوفیوں اور باطنیوں اور نصاری اور قرامطہ یعنی اسمعیلیوں) کا اعتقاد ہے۔ ۳ پہلی دوسری تیسری چوتھی ساتویں نویں بارہویں عبارتوں سے صاف طور پر ثابت ہے کہ آغاخانی دھرم میں صرف حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو ہی خدا کا اوتار نہیں مانا جاتا بلکہ ان کے دھرم

میں حضرت مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر آغاخان تک جو ٤٨ امام پے درپے ہوتے چلے آئے ہیں وہ سب اپنے اپنے زمانے میں سے آغاخانیوں کے نزدیک خدائے پاک جل جلالہ کے اوتار تھے۔

اور ان میں سے ہر ایک کی شکل میں جب سے اب تک علیحدہ علیحدہ زمانوں میں خداوند تعالیٰ ہی ظاہر ہوتا رہاہے اور ہر ایک میں اللہ تعالیٰ ہی حلول کرتا رہا ہے اور اسی طرح آغاخان کے بعد بھی آغاخانیوں کے جو امام ہوتے رہیں گے ان میں سے ہر ایک میں آغاخانیوں کے نزدیک خداوند تعالیٰ ہی حلول کرتا رہے گا۔ یہ عقیدہ بھی نمبر ٢ کی طرح بلکہ اس سے بدرجہا بڑھ کر اخبث واشد کفر قطعی ہے۔ چوتھی عبارت میں دعویٰ تو یہ کیا کہ جماعت خانے کے مقدس مکان میں خدا کا مقام ہوتا ہے۔ اور اس کا یہ ثبوت یہ پیش کیا کہ ہمارے حاضر امام (آغاخاں) کا بھی فرمان ہے کہ میں ہمیشہ جماعت خانے میں حاضر ہی ہوں دور نہیں ہوں۔ تمہارے ہاتھ سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔ اس دعوے اس ثبوت کو پیش کرنے سے صاف طور پر روشن ہو گیا کہ آغاخانیوں کے نزدیک ہر ہر زمانے میں ان کے جو جو حاضر امام ہوتے رہے ان کے دھرم میں وہی ان کے خدا ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ دوسری عبارت میں صاف اقرار ہے کہ آغاخانی دھرم میں اسی موجود نور (یعنی آغاخانیوں کے حاضر امام) کی عبادت کی جاتی ہے ساتویں عبارت میں بھی کھلا اقرار ہے کہ آغاخانی دھرم میں ان کے حاضر امام ہی کی عبادت کی جاتی ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے یعنی تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ (ترجمہ رضویہ) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے یعنی اس (اللہ) نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (ترجمہ رضویہ) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے یعنی اور (اے محبوب) ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی کو پوجو۔ (ترجمہ رضویہ) آغاخانیوں کا الگ الگ زمانوں میں اپنے ایک ایک حاضر امام کو معبود ماننا اس کی عبادت اور پوجا کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کے تمام انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی سیدہمو علیہم و علی آلہ اجمعین کی تکذیب ہے۔ اللہ

تبارک وتعالیٰ کی تمام شریعتوں کی تکذیب ہے۔اس کی نازل فرمائی ہوئی تمام کتابوں کی تکذیب ہے ۔ شفا شریف میں ہے یعنی ہر وہ شخص جواس بات کی تصریح کرے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ کسی اور کی بھی عبادت کرنی چاہئے تو وہ کافر ہے۔ پھر ایسے ہی چند کفریات قطعیہ گنا کر فرمایا۔ یعنی ایسے اعتقادات رکھنے والے سب کے سب اجماعا کافر ہیں۔

٤ آٹھویں عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کے پانچ وقت جو دین اسلام میں بداہتہ وضرورۃ ثابت ہیں۔ آغاخانی لوگ ان کے بھی قطعا منکر ہیں۔ اور مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے اپنے اس کفر پر سورہ ہود شریف کی یہ آیت کریمہ پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت کریمہ کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔اور نماز قائم رکھودن کے دن کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔(ترجمہ رضویہ) اس آیت مبارکہ میں دن کے دو کناروں سے صبح و شام مراد ہیں۔ زوال سے قبل کا وقت صبح میں اور زوال سے بعد کا وقت شام میں داخل ہے صبح کی نماز نماز فجر اور شام کی نماز ظہر وعصر کی نمازیں ہیں اور رات کے وقت کی نمازیں مغرب وعشاہیں۔ آیت کریمہ کا یہی مطلب حضور اقدس مہبط القرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی کثیر و شہیر متواتر حدیثوں نے بتایا اور یہی مطلب ضروریات دینیہ میں آیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خود بلاواسطہ قرآن عظیم کا ہر ایک مفاد ہر ایک مطلب سمجھایا۔۔۔۔۔ اور اسی قرآن عظیم کے ذریعے سے اپنے محبوب کریم علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیم کو روزاول سے لے کر روز آخر تک کے تمام شرعیات وکونیات و کائنات و واقعات وغیبیات وشہادات کا محیط و مفصل علم عطا فرمایا۔ پھر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی امت کے علماء اعلام و مجتہدین کرام وفقہائے عظام کو قرآن پاک کے مطالب و معانی سمجھنے کے لیے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ کا محتاج بنایا۔

پھر عامہ مسلمان مومنین کے سرون کو قرآن فہمی کے لیے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ

وسم کی امت مرحومہ کے علمائے عظام و ائمہ فخام و مجتہدین کرام و فقہائے اعلام کے درباروں میں جھکایا۔۔۔ جس نے اس مبارک سلسلے کو مضبوط تھام کر انھیں واسطوں سے قرآن عظیم کی سرکار میں حاضری دی اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے شفا اور رحمت کا انعام پایا۔۔۔ اور جن بدبختوں نے خدائے پاک تبارک و تعالیٰ کے قائم فرمائے ہوئے اس مقدس سلسلے کو چھوڑ کر بغیر ان واسطوں کے قرآن پاک کو خود اپنی لولی لنگڑی اندھی اوندھی عقلوں سے سمجھنا چاہا اور نہیں مگر اشقیا و خاسرین و نادمین و خزایا۔۔۔ اس مبحث جلیل کی تفصیل جمیل حضور پر نور اعلیحضرت امام اہلسنت آقا نعمت دریائے رحمت مجدد اعظم سیدنا الفاضل البریلوی مولانا شاہ عبدالمصطفے محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتاب مستطاب مسمی بنام تاریخی۔ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ کے حواشی مبارکہ مسمی بنام تاریخی۔ الفیوض الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ میں ملاحظہ ہو۔ یہ مسئلہ ایسا جلیل الشان جلی البرہان ہے کہ جو ناپاک فرقے حدیث کے قطعی منکر ہیں۔ ان کو بھی اپنے باطل دعوائے کفریہ پر مکر و تلبیس کے پردے ڈالنے کے لیے اپنے گمان باطل کے موافق حدیثوں سے استدلال کئے بغیر چارہ نہیں۔

دوسری پانچویں چھٹی ساتویں آٹھویں عبارتوں سے صاف روشن کہ آغاخانی دھرم میں نماز بھی فرض نہیں بلکہ ان کے چھبیسویں گرو پیر صدرالدین نے جو دعا گڑھ کر آغاخانیوں کو بتادی ہے جس میں سترا سجدے ہیں بس اسی دُعا کو اپنے جماعت خانے میں جا کر تین وقت پڑھ لیتے ہیں اور اسی کو یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارے مالک خداوند کا ہم پر جو فرض عبادت ہے اس کو ہم نے ادا کر لیا اور یہ بھی قطعی کفر و ارتداد اور یقینی زندقہ والحاد ہے امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں اور اسی طرح اس شخص کو بھی ہم قطعا کافر کہتے ہیں جو قواعد شرع میں سے کسی قاعدے کو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان افعال کو جھٹلائے اور انکار کرے جو نقل متواتر کے ساتھ یقینی طور پر معلوم ہوئے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس سے لے کر اب تک ہر زمانے میں برابر ان پر اجماع رہا ہے جیسے وہ شخص جو

پانچ وقت کی نمازوں کے فرض ہونے اور ان کی رکعتوں اور سجدوں کے شمار کا انکار کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کتاب میں مجمل طور پر نماز فرض کی ہے اور پانچ وقت کی نماز کا فرض ہونا اور اس کا ان صفتوں اور شرطوں پر ہونا میں نہیں جانتا اس لیے کہ اس بارے میں قرآن میں کوئی روشن نص وارد نہیں ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی جو حدیثیں اس بارے میں ہیں وہ تنہا ایک ایک راوی کی خبریں ہیں۔

٦ تیسری چوتھی عبارتوں سے روشن کہ:

آغاخانی فرقہ مسجدوں کو بھی اللہ عزوجل کا گھر نہیں مانتا بلکہ دین اسلام میں مسجدوں کا جو مرتبہ ہے آغاخانی دھرم میں وہی درجہ اُن کے جماعت خانے کو دیا جاتا ہے حالانکہ مسجدوں کی عظمت ورفعت بھی مسلمانوں کے دین میں ضروریات دین سے ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔۔۔۔۔۔یعنی ان گھروں میں جنھیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ان میں صبح و شام وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوۃ دینے سے اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔(ترجمہ رضویہ) اور فی الواقع جو قوم سرے سے نماز ہی کی منکر ہو وہ مسجدوں کی عظمت پر کیوں کر ایمان رکھے گی۔ بہر حال آغاخانیوں کا مساجد اسلامیہ سے منکر ہوتے ہوئے اپنے جماعت خانوں کو مسجدوں کا درجہ دینا بھی تکذیب قرآن پاک اور کھلا ہوا کفر خالص ہے۔

۷ گیارہویں عبارت سے صاف روشن کہ:

آغاخانی لوگ وضو میں سر کا مسح بھی فرض نہیں مانتے اور انھوں نے صرف ہاتھ پاؤں منہ کے دھو لینے کا ہی نام وضو رکھ لیا ہے۔ حالاں کہ وضو میں سر کا مسح فرض ہونا مسئلہ ضروریہ دینیہ ہے اور خود قرآن پاک کا بھی مصرحہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ۔۔۔۔۔۔یعنی اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ، کہنیوں تک ہاتھ دھوؤ اور سر کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔ (ترجمہ رضویہ)

شفا شریف میں ہے۔۔۔۔۔۔ یعنی اور اس بات کو جان لو کہ بے شک کلام الٰہی قرآن پاک یا مصحف

شریف کی یا اس میں سے کسی چیز کی توہین کرنے یا ان کو برا کہے یا اس کا انکار کرے یا اس میں سے کسی حرف یا کسی آیت کا انکار کرے یا اس کو یا اس کی کسی آیت کو جھٹلائے یا کسی ایسے حکم یا خبر کو جھٹلائے جس کی تصریح قرآن پاک میں فرمائی گئی ہے یا جس چیز کی قرآن پاک نے نفی فرمائی ہے اس نفی کو جانتے ہوئے اس کا اثبات کرے یا جس بات کا قرآن پاک نے اثبات فرمایا ہے۔ اس اثبات کو جانتے ہوئے اس کی نفی کرے یا ان باتوں میں سے کسی بات میں شک کرے تو وہ علمائے دین کے نزدیک اجماعا کافر ہے۔

۸ نویں عبارت سے واضح دلائح کہ: آغاخانی دھرم میں آغاخان کو خدا کا اوتار سمجھتے ہوئے اس کو جا کر دیکھ لینا ہی حج اکبر ہے۔ یہ بھی کفر خالص ہے۔ شفا شریف میں ہے۔۔۔ یعنی اور اسی طرح باطنیوں (یعنی اسمعیلیوں) کے اس قول کے سبب بھی کہ شریعت میں جو فرائض ہیں وہ چند ایسے آدمیوں کے نام ہیں جن کے ساتھ محبت رکھنے کا ان کو حکم دیا گیا ہے۔ اور شریعت میں جو خبائث و محرمات ہیں وہ چند ایسے لوگوں کے نام ہیں جن سے بیزار ہونے کا ان کو حکم دیا گیا ہے۔ ان باطینیوں (یعنی اسمعیلیوں) کو کافر کہنے پر اجماع ہے۔

۹ آغاخانیوں نے دین اسلام کے مقابلے میں اپنا الگ دھرم گڑھ لیا جس کا نام ست پنتھ یا اسمعیلی دین رکھ لیا۔ پھر مسلمانوں کی نماز کے مقابلے میں ان کے گرو نے ایک الگ دعا بھی گڑھ دی۔ قرآن عظیم میں چودہ سجدے ہیں تو اس کے مقابلے میں آغاخانیوں کے گرو نے ان کی دعا میں سترہ سجدے بھی رکھ دیئے۔ مسلمانوں کی مسجدوں کے مقابلے میں آغاخانیوں نے اپنے جماعت خانے بھی گڑھ لئے۔ مسلمانوں کے قرآن شریف کے مقابلے میں آغاخانیوں نے اپنی الہامی کتاب بھی الگ گڑھ لی اور مسلمانوں کی نقالی میں اس کا نام گنان شریف بھی گڑھ لیا۔ مسلمانوں کی تحیت السلام علیکم و علیکم السلام کے مقابلہ میں آغاخانیوں نے اپنے آپس کا سلام بھی ان الفاظ میں گڑھ لیا حیٔ زندہ قائم پایا اور ان دونوں لفظوں کے کفری معنی بھی گڑھ لیے لیکن چودھویں پندرھویں سولہویں سترہویں عبارتوں سے یہ بھی روشن و واضح کہ آغاخانی دھرم میں چاروں ویدوں کو بھی خدا کی

کتاب اور ہندوؤں کے دیوتاؤں رشیوں منیوں نرسیٹھ رام چندر کرشن برہما و جثیٹن و در ویاس کو بھی خدا کا اوتار اور مذہبی پیشوا مانا جاتا ہے اور اسی طرح انسان کے مرے ہوئے جسم کو پہلی منزل پہنچانے کے جو طریقے ہندو دھرم اور پارسی دھرم میں رائج ہیں یعنی مردے کو جنگل میں ڈال آنا تاکہ مردار خور جانور اسے اپنی غذا بنا لیں اور پانی میں بہا دینا اور آگ میں ڈالنا ان تینوں طریقوں کو بھی آغاخانی دھرم میں حق و صحیح اور جائز و درست مانا جاتا ہے اور شک نہیں کہ یہ سب باتیں بھی قطعی یقینی خالص کفر وارتداد ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔۔۔۔ یعنی تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں۔ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ خوشی اور مجبوری سے اور اسی کی طرف پھیریں گے (ترجمہ رضویہ)۔

شفا شریف میں ہے۔۔۔۔۔۔ یعنی ہم اس کو بھی قطعا یقینی کافر کہتے ہیں۔ جو مسلمانوں کے دین کے سوا کسی اور دھرم کا اعتقاد رکھنے والے کو کافر نہ کہے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے یا اس کے کافر ہونے میں شک رکھے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ وہ اس کے ساتھ ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمان بھی کہے اور اسلام ہی کا اعتقاد بھی رکھے۔ اور اسلام کے سوا ہر ایک دین ہر ایک دھرم کے باطل ہونے کا بھی اعتقاد رکھے پھر بھی اس نے اسلام کے خلاف اپنا جو عقیدہ ظاہر کیا اس کی وجہ سے وہ کافر ہی ہے۔

بہر حال جو شخص آغاخانیوں کے ان عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعا یقینا کافر مرتد ہے۔ اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت سرمد۔

(تجانب اهل السنة)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

خراج عقیدت بارگاہ حضور معصوم ملت (قسط دوم)

از: نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت محقق عصر رئیس التحریر حضرت علامہ مفتی محمد فاران رضا خان صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

لاحق بسابق

قسط دوم

غریب و سادہ ورنگیں ہے داستانِ حرم

اوقات ہمہ بود کہ با یار بسر شد

باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

قاری صاحب قبلہ کہنے لگے:

زندہ تو اب بھی ہیں مگر زندگی کی حسین یادیں انہیں حضرات کے ساتھ بسر ہوئیں ہیں بیتے ہوئے لمحوں کے گزرے ہوئے رشتوں کو کچھ یاد بھی رکھنا ہے کچھ بھول بھی جانا ہے ان حضرات کے خلاف اپنوں کی سازشوں کے بھی کئی دور دیکھے ہیں، محسن کشوں کے چہروں سے تو اب بھی گاہے بگاہے نقاب کشائی ہوتی ہی رہتی ہے، غیر تو پھر غیر ہیں یہاں اپنے کہلانے والوں کا حال یہ ہے کہ معاندین کی ہاں میں ہاں ملانے سے گریز تک نہیں کرتے چہ جائے کہ ان کا رد کریں جبکہ معاندین کا حال یہ کہ وہ سرے سے کفار و مرتدین کا رد ہی سُنّا نہیں چاہتے اور اگر سُن لیں تو مسائلِ شرع کو من گھڑت کہانیاں بتاتے ہیں یا پھر کھانے پینے کے دھندے کا الزام دیتے ہیں۔

مناسب سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی کے فتوے کا اقتباس ھدیۂ ناظرین کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

من و تو کی کیا حقیقت انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ معاندین کے چند طریقے رہے ہیں:

اول

سرے سے بات نہ سننا کہ:

" لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ "

﴿القرآن الکریم ۲۶/۴۱﴾

یہ قرآن سنو ہی نہیں اور اس میں بیہودہ غل کرو شاید تم غالب آؤ۔

دوم

سُن کر مکابرانہ تکذیب کا منہ کھول دینا کہ :

" اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۳۶/۱۵﴾ "

تم تو نہیں مگر جھوٹے۔

سوم

ہدایت کو معطل بالغرض بتانا کہ :

" اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ﴿۶﴾ " ﴿۳۸/۶﴾

اس میں تو ضرور کچھ مطلب ہے۔

چہارم

حق کا باطل سے معارضہ کرنا:

" وَ یُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَ اتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَ مَاۤ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾

کافر باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں کہ اس سے حق کو زائل کر دیں اور انھوں نے میری آیتوں اور ڈراوؤں کو ہنسی بنالیا ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف)

جان برادر ! ذرا اپنی آنکھوں سے بغض کی گھٹا ٹوپ سیاہ پٹی کو ہٹا پھر دیکھ کر سچ سچ بتا کہ معاندین کا وارثین انبیاء علماء اہل حق کے ساتھ آج بھی یہی رویّا ہے کہ نہیں ؟

شہزادگان حضور شیر بیشہ اہل سنت پر مخالفین نے یہی الزام دھرا کہ نہیں ؟

اولا بات سُن نے سے ہی انکار کر دینا اور کہہ دینا کہ ان لوگوں کو اس کے علاوہ آتا ہی کیا ہے ہر وقت لڑائی جھگڑے کی باتیں وغیرہ وغیرہ اور اگر سُن لیں تو جھوٹا کہہ کر غلط بیانی کا الزام لگا دینا یا تبلیغ دین کو مطلب پرستی اور دنیوی مفاد کے حصول کا الزام لگاتے ہوئے کہہ دینا کہ ان کا حقہ پانی اسی سے چلتا ہے یہ نہ کرینگے تو ان کا گھر کیسے چلے گا وغیرہ وغیرہ یا پھر حق کا باطل سے معارضہ کرنا مگر وہ بندگان خدا جو حق کی اتباع اس لئے کرتے ہیں کہ وہ حق ہے، فرمانِ خدا اور رسول ہے جل و علا و صلی المولی تعالی علیہ و علی آلہ و سلم، بھلے ناقص عقلیں اس کو قبول کریں کریں نہ کریں کہ سنہار کا

ترازو "تولا" "ماشا" ہی کے وزن کو برداشت کر سکتا ہے کوئنٹل دو کوئنٹل اس کی برداشت سے پرے ہیں۔

بایں سبب نفس عیار، عقلِ ناقص کو اپنی عیاری کے دام میں پھنسا کر اتحادِ باطل کے بے سرے راگ الاپتا ہے کبھی وقت کی ضرورت کا جال بچھاتا ہے کبھی حالات کا رونا رو کر بہکاتا ہے۔ حرماں نصیب ان کا جو اس کے جال اور بہکاوے میں آگئے اور راہ حق سے کوسوں دور جا پڑے۔ مگر وہ بندۂ مومن جس کی فراست کو * ینظر بنور اللہ * کا مژدہ عطا ہوا ہے، جسے ان اہل اللہ کی صحبت کا حصہ ملا ہے اس کا اتحاد بھی لوجہ اللہ اور اختلاف بھی لوجہ اللہ ہوتا ہے۔ وہابیت سے نفرت ہو یا دیوبندیت سے عداوت، رفض سے بیزاری ہو یا خروج سے دوری، الغرض ہر ایک گمراہ و کافر سے احتراز و اجتناب کرتے ہوئے *اھدنا الصراط المستقیم *کے فاعل حقیقی کے فضل و کرم سے راہ ہدیٰ پر گامزن رہتا ہے۔ تو ایسے نیک بندوں کی جان مال خرید کر ان کا رب تبارک و تعالی محض اپنی رحمت سے جنت کی خوشخبری دیتا ہے:

ان االلہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ۔

بیشک اللہ نے مسلمانوں کے جان و مال خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔

(القرآن الکریم ۱۱۱/۹)

اس آیت کے تحت امام اہل سنت اعلی حضرت قبلہ قدس سرہ نے دل و دماغ کو جھنجھوڑ دینے والا چند الفاظ میں جو تبصرہ فرمایا ہے ملاحظہ کریں:

"مگر ہم ہیں کہ مبیع دینے سے انکار اور ثمن کے خواستگار۔"

جان برادر ! فقیر نے بہت وہ مشہور سادات (مشہور سید حضرات) دیکھے جن کی محبت حسینی کے تقاضے صرف واقعۂ ہائلۂ کربلا کے ارد گرد گھومتے ہیں اور بس کسی نے اگر ان واقعات پر زبان دراز کری فورا رد عمل آگیا جو کہ من حیث ھی ھی آنا بھی چاہئے مگر باقی اسلام کے کسی گوشے پر کوئی کہیں سے شب خون مارے یہ حضرات خاموش دکھتے ہیں، گویا انہوں نے سنا ہی نہیں، نہیں نہیں بلکہ کسی نے کچھ کہا ہی نہیں

آخر یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ سن ۶۱ ھ کے بعد سے اسلام مکمل حسینیت کا نام ہے اگروہ شخص جس نے بقول خود درس نظامی کا منہ تک نہ دیکھا اس نے سجدۂ امام عالی مقام صلوٰت اللہ تعالی وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کے تعلق سے کلام کرکے حسینیت پر حملہ کیا ہے تو اے مشہور گروہ سادات ! اس شخص نے اس سے کہیں پہلے اس سے کہیں بڑا حملہ حسینیت پر جب کیا تھا جبکہ اس نے اپنے منشور میں لکھا تھا کہ ہمارے اسٹیجوں اور اجتماعوں سے رد کے پہلو پر گفتگو نہیں ہوگی کیا یہ حسینیت پر حملہ نہیں تھا؟ کیا یہ خود ساختہ اجتہاد قرآن وسنت کے علاوہ کردار حسینیت کے خلاف نہیں تھا؟ تھا اور بیشک تھا تو آخر کیوں اس پر کتنے ہی حضرات خاموش تھے اور ہیں ؟ کیا وہابیت سے اتحاد حسینیت سے اختلاف نہیں ؟ کیا دیوبندیت سے اتحاد حسینیت کے خلاف نہیں ؟ کیا وقت اور ضروریات کا بہانہ کر کے حق کے مقابل اور باطل کے موافق ہونا ابن زیاد، عمرو ابن سعد، وشمر جیسے بدبختوں کا کردار اپنانا نہیں ہے ؟ کیا ہو بہو یہی سب بہانے ان بدخصلتوں نے نہ کئے تھے ؟ تو کیا ان کے یہ سب بہانے ان کے جرم کو ذرا بھی کم کر سکتے ہیں ؟ اگر نہیں تو آج جرم کیسے معاف ہو سکتا ہے۔

میرے یہ سوالات ہر اس شخص سے ہیں جو خود کو حسینی کہتا اور کہلواتا ہے۔ جب ہم مکمل اسلام پر ایمان لائیں ہیں تو دفاع بھی مکمل اسلام کا کریں گے بعض اسلام کا دفاع اور بعض پر سکوت طریقہ منافقوں کا ہے نہ کہ حسینی عاشقوں کا۔

یہی درس ہمیں ہمارے محسنین دینی و دنیوی شہزادگان حضور شیر بیشہ اہل سنت حضور شیر ہندوستان و حضور معصوم ملت و حضور ناصر ملت دام ظلھم الاقدس سے ملا ہے۔

دھوکے باز اور منافقوں کا بازار اس قدر گرم ہے کہ میڈیا اور سوشل میڈیا پر حضور اکرم صلی المولی تعالی علیہ وسلم کی جناب پاک میں توہین کرنے والے شخص کے خلاف تو زبردست احتجاج ہے اور اپنے ہی شہر قصبے اور گاؤں کے گستاخ رسول کے ساتھ ہم نوالہ

اور ہم پیالہ ہیں، نہیں نہیں بلکہ اس گستاخ کے خلاف بولنے والے سنی کے خلاف عملی احتجاج ہے۔

و لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جاری.........

فقیر سگ بارگاہ مرشد

محمد فاران رضا خان حشمتی غفرلہ القوی

آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف یوپی انڈیا

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

منقبت حضور مشاہد ملت

از:- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

اے مشاہد ترے کوچے میں جو آیا کرتا
کبھی محروم وہ سائل نہیں جایا کرتا

تیری رفعت کو بھلا مرغ ذہن کیا جانے
طائرِ سیرِ منازل یہی گایا کرتا

تھر تھراتے تھے وہابی سبھی نجدی مضطر
مظہرِ شیر رضا رن میں جو آیا کرتا

نہ سلیقہ نہ طریقہ نہ شعورِ فریاد
عشق والوں کے توسل سے ہی مانگا کرتا

اے **مشارب** یہ غزل کیا تری وقعت کیسی
ہے تخیل کا سمندر یہاں سوکھا کرتا

عقائد اہل سنت قرآن وحدیث کی روشنی میں (قسط ششم)

از:- علامہ مولانا غلام ناصر حشمتی ناصری دامت برکاتہم العالیہ

عصمت انبیاء صلوات اللہ و سلامہ اجمعین

حسب الحکم

محقق عصر رئیس التحریر علامہ مولانا مفتی محمد فاران رضا خان صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

نحمده و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و صحبہ وبارک وسلم

یاحضرت غوث اعظم شیاللہ مددکن فی سبیل للہ ۔ رضی المولیٰ عنہ

سیدی امام اعظم ابوحنیفہ رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

۱) الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کلھم منزھون عن الصغائر والکبائر والکفر والکبائر۔

حضرات انبیاء کرام تمام کے تمام چھوٹے بڑے گناہ اور ہر قسم کے کفر و قبیح سے پاک ہوتے ہیں۔

(فقہ اکبر شریف)

مزید آگے ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں؛

۲) ولم یشرک باللہ طرفۃ عین قط ولم یرتکب صغیرۃ و لا کبیرۃ قط۔

ایک لمحہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا اور نہ کبھی صغیرہ کا ارتکاب کیا اور نہ کبیرہ کا۔

(فقہ اکبر شریف)

عبارت اول کی شرح میں حضور ملا علی قاری رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

ای معصومون من جمیع المعاصی

یعنی وہ (انبیاء کرام) تمام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

(شرح فقہ اکبر شریف)

ہم مسلمانان اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام تمام گناہوں سے پاک و معصوم ہے، بزرگانِ دین نے فرمایا ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے اور اس پر اجماع اہلسنت ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ اس عقیدہ میں اختلاف نہ کیا مگر وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں یہود و نصاریٰ کے پٹھوؤں نے تشابہات اور قابل تاویل آیات کی غلط تشریح کرکے، مردود و موضوع اخبار کے ذریعے ان مقدس ہستیوں کے معصوم کردار کو داغدار کرنے اور ان کی عظمت قلوب مسلمین سے نکالنے کی ناکام کوشش کی۔ کبھی قصۂ آدم علیہ السلام جو ہزارہا حکمتوں پر مبنی تھا، کبھی واقعۂ ابراہیم علیہ السلام کبھی سرکار یوسف و سرکار یونس علیہ السلام وغیرہ اچک اچک کے بیان کرکے ان حضرات کرام پر بہتان باندھے۔ نعوذباللہ من ذالک۔

لہٰذا ہم اس حق وواضح عقیدہ کو قرآن وحدیث و اقوال اکابر کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ-وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِیْلًا (۶۵)

ترجمہ: کنزالایمان

بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو۔

یعنی جو رب تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے ہیں ان پر شیطان کا کچھ قابو نہیں چلتا، اور شک نہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام منتخب بندوں کے سردار ہیں۔ اللہ ہمیں ان سے دور نہ کرے نہ دنیا میں نہ عقبیٰ میں۔

اور قرآن کریم میں ہے:

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَۙ(۸۲) اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ(۸۳)

ترجمہ: کنزالایمان

بولا (شیطان نے) تو تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

پتہ چلا کہ شیطان کو بھی اس بات کا علم ہے کہ یہ پاک ہستیاں معصوم ہیں انہیں گناہوں میں مبتلا کرنا ممکن ہی نہیں، مگر وہابیہ تو شیطان سے بدتر ہے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ (۳۳)

ترجمہ: کنزالایمان

بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہان سے۔

یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام جو تمام جہان سے افضل ہے اور جہان میں ملائکہ بھی ہے جن کے بارے میں فرمان باری تعالی ہے:

لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ

جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ملائکہ سے افضل ہونے کے باوجود وہ مرتکب گناہ ہو؟

نیز قرآن شریف میں ہے کہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

وَ مَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِیْۚ-اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْؕ

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔

ابتداءً اپنے رب کی بارگاہ میں انکساری فرمائی اور نفس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ نفس تو ضرور برائی کا حکم دیتا ہے سوائے ان کے جن پر رب کرم فرمائے (یعنی اللہ کے منتخب بندے) معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نفوس انہیں فریب دیتے ہی نہیں۔ اور شک نہیں کہ گناہوں کا صدور دو وجوہ سے ہوتا ہے ایک شیطان دوسرا نفس اور یہ حضرات دونوں سے۔ محفوظ ہے ان کے نفوس مقدس ہیں۔

اگر تم کہو کہ قبل نزول وحی ان سے گناہ کا صدور ہو سکتا ہے؟ تو جواب ہے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ حضرات عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں مدارج اور مواہب میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی ساق عرش پر لکھا ہوا پایا "لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ"۔ اس سے حضرت آدم علیہ السلام کا پیدائشی عارف باللہ ہونا ثابت ہوا اور بغیر استاد کے پڑھا لکھا ہونا بھی کہ تشریف لاتے ہی لکھی ہوئی تحریر پڑھ لی۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا:

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا

میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔

نیز فرمایا:

وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ۪-وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا

اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز وزکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں۔

اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ سرکار عیسی علیہ السلام وقت پیدائش سے ہی رب کی ربوبیت، اپنی نبوت اور عطائے انجیل شریف کو بھی جانتے تھے۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچپن شریف میں ہی اپنی کافر قوم پر توحید کی ایسی حجت قائم فرمائی کہ سبحان اللہ آفتاب و چاند تاروں کے ڈوبنے اور ان کے حالات بدلنے کو ان کی مخلوقیت کی دلیل بنایا کہ تاروں کو دیکھ کر فرمایا "ھذا ربی"؟ اے کافرو کیا یہ میرا رب ہو سکتا ہے؟ اور ڈوبتا دیکھ کر فرمایا "لا احب الافلین"۔ میں ڈوبنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ نیز مواہب مدارج اور الکلام الاوضح میں ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے آمد شریف ہوتے ہی سجدہ فرما کر امتی امتی فرمایا۔ معلوم ہوا کہ رب کو اپنے مراتب کو نیز امت مرحومہ کو جانتے پہچانتے ہوئے پیدا ہوئے۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام چونکہ معصوم ہیں اس لئے ہر طرح کے شیطانی اثرات سے بھی محفوظ ہے، مشکوۃ شریف کتاب الغسل سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کو خواب سے احتلام نہیں ہوتا۔ کہ اس میں شیطانی اثر ہے۔ بلکہ ان کی بیبیاں بھی اس سے

پاک ہیں۔ انبیاء کرام کو جماہی نہیں آتی۔ کیونکہ یہ بھی شیطانی اثر ہے۔ (اس لیے اس وقت لاحول پڑھتے ہیں)۔ مشکوۃ شریف باب مناقب عمر میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی المولیٰ عنہ جس راستے سے گزرتے ہیں وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ تو ان نفوس قدسیہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہیں؟

علامہ ابن عابدین شامی رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں:

والذی ینبغی ان یرجح و یعتمد و یصح ماذھب الیہ القاضی عیاض وغیرہ من انھم معصومون عن الصغائر والکبائر قبل النبوۃ و بعدھا عمدا او سھوا۔

جس قول کو ترجیح دی جائے اور صحیح قرار دیتے ہوئے اس پر عمل کیا جائے وہ قاضی عیاض اور ان کے ساتھی علماء کی رائے ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام صغائر و کبائر سے پاک ہیں اعلان نبوت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی عمدا بھی سھوا بھی۔

ذرا سی عقل رکھنے والا بھی یہ جانتا ہے کہ انبیاء کرام کا معصوم ہونا ضروری ہے اس لئے کہ فاسق کی مخالفت ضروری ہے اور نبی کی اطاعت فرض کہ بہر حال ان کی فرمانبرداری کی جائے۔ اگر نبی بھی معاذاللہ بالفرض محال گناہ کرے تو ان کی اطاعت بھی ضروری ہو اور مخالفت بھی اور یہ اجتماع ضدین ہے۔ نیز نبی کی تعظیم واجب اور فاسق لائق توہین یہ بھی اجتماع ضدین ہے۔

جب یہ عقیدہ اجماعی ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام معصوم ہیں تو اب بعض آیات قرآنیہ واحادیث میں ان کے بارے میں جو معصیت و ذنب کے لفظ آئے ہیں ان کی تاویل کرنا لازم وضروری ہے۔

علامہ تفتازانی رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اذا تقرر ھذا فما نقل عن الانبیاء علیھم السلام مما یشعر یکذب او معصیۃ فما کان منقولا بطریق الاحاد فمردود و ماکان بطریق التواتر فمصروف عن الظاھر ان امکن والا محمول علی ترک الاولی۔

(شرح عقائد نسفی)

اس میں علامہ تفتازانی نے درج ذیل باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے:

۱) اگر ایسی کوئی بات احاد روایات سے ثابت ہو رہی ہو تو اسے مسترد کر دیا جائے گا کیونکہ یہ بنیادی عقائد کے خلاف ہے۔

۲) اگر وہ تواتر سے ثابت ہے تو پھر اس میں تاویل ضروری ہے۔

۳) اگر کوئی تاویل ممکن نہ ہو تو اسے ترک اولیٰ پر محمول کر لیں۔

بزرگوں نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ مقامات (جہاں سے ظاہری طور پر عصمت انبیاء پر حرف آئے) امت کے لئے امتحان ہو سکتے ہیں کہ اس کے بعد انبیاء کرام کے بارے میں یہ کیا کہتے ہیں حتی کہ شیخ محقق رضی المولیٰ عنہ نے انہیں متشابہات میں شمار فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقدس ہستیوں کے سایۂ کرم میں جلائے ان کے سایۂ کرم میں اٹھائے ان کی مقدس و منور قبور پر حاضری کرائے اور ان کے فیوض و کمالات سے مالامال فرمائے۔ آمین اللھم آمین۔

سگ بارگاہ حشمت و ناصر

فقیر غلام ناصر حشمتی ناصری غفرلہ القوی

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

سرکار اعلیٰ حضرت
رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

ہمارے مذہب اہل سنّت میں ترکِ نماز گناہِ کبیرہ ہے اور ترکِ فرض اور ارتکابِ کبیرہ سے آدمی کافر نہیں ہوسکتا، ہاں کبیرہ کو کبیرہ نہ جانے تو بلاشک کافر ہے، منکر نصوصِ قطعیہ کا بلاشک کافر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف)

مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی
محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
ناشر - مکتبۂ حشمتیہ